ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اجماع، بطور ماخذ شریعت ''تفسیر احسن البیان'' میں استدلال کا جائزہ

IJMA AS A SOURCE OF SHARIAH: A REVIEW OF THE ARGUMENT IN TAFSIR AHASAN AL-BAYAN

Hafiz Muhammad Usman Yusuf
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
Imperial College of Business Studies, Lahore
Dr. Abdul Ghaffar
Assistant Professor, Department of Islamic Studies
University of Okara, Okara

Abstract:

This research paper discusses Ijma' (consensus) as a secondary source of Islamic jurisprudence, analyzed through Tafseer Ahsan-ul-Bayan. It explains the definition, authority, and evidences of Ijma' from the Qur'an, Sunnah, and rational proofs. The study emphasizes the unanimous agreement of scholars and jurists as a decisive proof in Islamic law. Through examples from Ahsan-ul-Bayan, it demonstrates how various Quranic verses reflect the practice and acceptance of Ijma. Ultimately, the paper concludes that Ijma, holds a binding and essential role in deriving Shariah rulings after the Qur'an and Sunnah.

فقہ اسلامی کے بنیادی ماخذ کتاب (قرآن)، سنت ہیں، جس پر تمام صحابہ، تابعین محدثین، ائمہ فقہاء کا اتفاق واتحاد ہے کہ استنباط احکام کا منبع وماخذ قرآن وسنت ہے۔ قرآن وسنت کے علاوہ دیگر ماخذ اجماع، قیاس، قول صحا بہ، شرائع سابقہ، استحسان، استصحاب،، عرف اور سد ذرائع وغیرہ جن کے بارے میں فقہا کے مابین اختلاف ہے، بہر حال یہ فقہ اسلامی کے وہ ماخذ ہیں جن سے انسانی مسائل کا شرعی حل جاننے کے لیے استفادہ کیا جاتا ہے۔

تحقیق کے بنیادی سوال:

"تفسیر احسن البیان میں اجماع کو بطورِ ماخذ شریعت کس حد تک اور کس انداز میں استعمال کیا گیا ہے، اور اس سے مصنف کے منہجِ تفسیر کے کون سے اصول ورجحانات ظاہر ہوتے ہیں؟"

کیا مصنف نے اجماع کو قرآن وسنت کے بعد مستقل ماخذ کے طور پر تسلیم کیا ہے؟

تفسیر احسن البیان میں کن مقامات پر اجماع سے استدلال کیا گیا ہے؟

اجماع کے حوالے سے مصنف کا منہج روایتی مفسرین (مثلاً ابن کثیر یا طبری) سے کس قدر مشابہ یا مختلف ہے؟

اجماع کے استعمال سے فقہی یا اعتقادی مسائل میں مصنف کا موقف کس حد تک واضح ہوتا ہے؟

تفسیر احسن البیان ایک ایسا عظیم علمی مجموعہ ہے جس میں تفسیر بالقرآن، تفسیر بالحدیث کے ساتھ فہم صحابہ وتابعین کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ ذیل میں ''تفسیر احسن البیان میں اجماع سے استدلال کا جائزہ'' پیش کیا جارہا ہے۔

اجماع کی تعریف:

اجماع کی لغوی تعریف: اجماع لغت میں دو معنوں میں آتا ہے:

پہلا معنی کسی امر پر پختہ ارادہ اور قطعی عزم کرنا ہے۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے: ((فَأَجۡمِعُوٓاْ أَمۡرَكُمۡ وَشُرَكَآءَكُمۡ))[1] یعنی: اپنے معاملے پر اور اپنے شریکوں پر پختہ ارادہ کر لو۔

1۔یونس:71

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

دوسرا معنی ہے باہمی اتفاق، جیسا کہ کہا جاتا ہے: 'أجمع القوم على كذا' یعنی لوگوں نے فلاں بات پر اتفاق کر لیا۔[1]"

اجماع کی اصطلاحی تعریف: "اتفاق مجتهدي عصر من أمة محمد ﷺ على أمر شرعي."۔[2]

"اجماع سے مراد یہ ہے کہ امت محمدیہ کے تمام اہلِ اجتہاد کسی خاص دور میں کسی شرعی مسئلے پر باہمی اتفاق رائے کر لیں۔"

بعض نے اجماع کی یہ تعریف کی ہے: اتِّفاقُ مُجتَهِدي الأُمَّةِ بَعدَ وفاةِ مُحَمَّدٍ ﷺ في عَصرٍ على أيِّ أمرٍ كان۔[3]

امت کے مجتہدین کا رسول اللہ ﷺ کے انتقال کے بعد کسی بھی زمانے میں کسی بھی مسئلے پر اتفاق کر لینا اجماع کہلاتا ہے۔

اجماع کی حجیّت:

علمائے اسلام اور فقہاءِ عظام کے مابین اس بات پر کامل اتفاق پایا جاتا ہے کہ اجماع ایک معتبر شرعی دلیل اور اسلامی شریعت کے بنیادی مصادر میں سے ہے، جو احکام شریعت کے استنباط و توضیح میں حجتِ قاطعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے خلاف رائے دینا جائز نہیں، اور اس کی حجیت پر قرآن مجید، سنت مطہرہ اور عقلی دلائل سب متفق ہیں۔

اس کے دلائل درج ذیل ہیں:

اجماع کی حجیّت قرآن کی روشنی میں:

علماء نے اجماع کی حجیت پر قرآن مجید کی متعدد آیات سے استدلال کیا ہے، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

فرمانِ باری تعالیٰ:

((وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا)) [4]

اور جو شخص رسول کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ ہدایت اس پر واضح ہو چکی، اور مومنوں کے راستے کے بجائے کسی اور راہ کی پیروی کرے تو ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جدھر وہ خود پھرا ہے اور اسے جہنم میں داخل کریں گے، اور وہ بہت ہی بری ٹھکانہ ہے۔"

یہ آیتِ کریمہ صاف الفاظ میں اہلِ ایمان کے راستے سے انحراف کو حرام قرار دیتی ہے، اور واضح کرتی ہے کہ جو ان کی متفقہ راہ کے خلاف چلے گا اس کے لیے جہنم کی وعید ہے۔ اس آیت نے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت اور مومنین کے اجماعی طریقے کی مخالفت دونوں کو ایک ہی درجے میں رکھا ہے، جس سے یہ لازم ہوتا ہے کہ جیسے رسول کی اطاعت واجب ہے، ویسے ہی مومنین کے متفقہ طریقے کی پیروی بھی واجب ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ: ((وَكَذَٰلِكَ جَعَلۡنَٰكُمۡ أُمَّةٗ وَسَطٗا لِّتَكُونُواْ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنَّاسِ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيۡكُمۡ شَهِيدٗاۗ))[5]

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک درمیانی (عدل و اعتدال والی) امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور رسول تم پر گواہ ہو۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ کو تمام امتوں پر بطور گواہ اور حجت قرار دیا ہے۔ چونکہ گواہ وہی معتبر اور عادل ہوتا ہے جس کا قول قابل حجت ہو، اس لیے اس امت کا اجماع خطا سے محفوظ اور واجب الاتباع ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ کا قول و فعل مسلمانوں کے لیے دلیل ہے، اسی طرح پوری امت کا متفقہ اجماع بھی شرعی حجت کی حیثیت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿كُنتُمۡ خَيۡرَ أُمَّةٍ أُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَأۡمُرُونَ بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَتَنۡهَوۡنَ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ ﴾ [6]

---

1 الفيومي، أبو العباس، أحمد بن محمد بن علي، المصباح المنير في غريب الشرح الكبير، المكتبة العلمية — بيروت، ج:1 ص150۔
الفيروز آبادي، مجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب، القاموس المحيط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت - لبنان: 3 ص15.

2 أمير بادشاه، محمد أمين، تيسير التحرير على كتاب التحرير في أصول الفقه، دار الكتب العلمية، بيروت، 1983م، 3 ص224،

3 السبكي، عبد الوهاب بن علي السبكي تاج الدين، جمع الجوامع في أصول الفقه، دار الكتب العلمية، بيروت، ص: 76.
ابن عراقي، ولي الدين أبو زرعة أحمد بن عبد الرحيم، الغيث الهامع شرح جمع الجوامع، دار الكتب العلمية، بيروت، ص: 485.

4 النساء:115

5 البقرة:143

6 آل عمران:110

"تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔"

یہ آیت مسلمانوں کو بہترین امت اس لیے قرار دیتی ہے کہ وہ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ پس جب پوری امت۔ خصوصاً اس کے اہلِ علم اور علماء۔ کسی بات پر متفق ہو کر اسے معروف (نیکی) قرار دے تو وہ بحکمِ آیت معروف ہے، اور اگر وہ کسی چیز کو منکر قرار دے کر اس سے روکیں تو وہ منکر ہے۔ اس طرح ان کا اتفاق اور اجماع شریعت کے دلائل میں سے ایک مستقل دلیل بن جاتا ہے، کیونکہ قرآن نے انہیں امر و نہی میں تشریعی حیثیت عطا فرمائی ہے۔ [1]

اسی طرح کئی دیگر آیات بھی اس پر دلالت رکھتی ہیں، جیسے:

﴿وَٱعۡتَصِمُواْ بِحَبۡلِ ٱللَّهِ جَمِيعٗا وَلَا تَفَرَّقُواْۚ﴾ [2]

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو۔"

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ أَطِيعُواْ ٱللَّهَ وَأَطِيعُواْ ٱلرَّسُولَ وَأُوْلِي ٱلۡأَمۡرِ مِنكُمۡۖ﴾ [3]

"اللہ کی اطاعت کرو، رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے اولوالامر کی اطاعت کرو۔"

علماء کے نزدیک "اولوالامر" سے مراد دین کے معاملے میں مجتہدین، اہلِ علم اور اہلِ فتویٰ ہیں۔

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾ [4]

"تم جس چیز میں اختلاف کرو، اس کا فیصلہ اللہ ہی کے سپرد ہے۔"

﴿ فَإِن تَنَٰزَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٖ فَرُدُّوهُ إِلَى ٱللَّهِ وَٱلرَّسُولِ﴾[5]

"پھر اگر کسی معاملے میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو۔"

البتہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام آیات سے اجماع کی حجیت پر صریح اور قطعی دلیل نہیں ملتی۔ علماء نے ان پر وارد اشکالات کو تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ ان میں سب سے زیادہ واضح دلالت رکھنے والی آیت پہلی ہے[6]، اس لیے امام غزالی رحمہ اللہ نے فرمایا:

یہ تمام آیات محض ظواہر ہیں، صراحت کے ساتھ اجماع پر دلالت نہیں کرتیں، بلکہ بعض تو ظاہری طور پر بھی نہیں۔ سب سے زیادہ قوی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ: لا تجمع أمتي على الخطأ [7] "میری امت کبھی خطا پر جمع نہیں ہوگی۔"

اجماع کی حجیّت احادیث کی روشنی میں:

یہ طریقہ (احادیثِ نبویہ سے استدلال) اجماع کی حجیت کو ثابت کرنے کے سب سے قریب تر ذرائع میں سے ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ سے متعدد احادیث وارد ہوئی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اُمت خطا اور گمراہی پر جمع نہیں ہوگی، اور یہ کہ ان احادیث کے مابین مشترک معنی درجۂ تواتر کو پہنچ چکا ہے۔ ان میں سے یہ ارشادات ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا «لَنْ تَجْتَمِعَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ» میری اُمت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

1. اور فرمایا « أُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلَى الْخَطَإِ» میری اُمت خطا پر جمع نہیں ہوگی۔

---

1 الآمدي، سیف الدین، أبو الحسن، علي بن محمد، الإحکام في أصول الأحکام، مؤسسة النور بالریاض، سنة 1387ھ ، 1 ص195۔
الشوکاني، محمد بن علي بن محمد بن عبد اللہ، إرشاد الفحول إلی تحقیق الحق من علم الأصول، دار الکتاب العربي: ص77۔

2 آل عمران: 103

3 النساء: 59

4 الشوریٰ: 10

5 النساء: 59

6 سورہ آل عمران: 110

7 الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد، المستصفی، دار الکتب العلمیة، بیروت، 1993ء: 1 ص185.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

2. اور فرمایا :«أُمَّتِي لَا تَجْتَمِعُ عَلَى الضَّلَالَةِ» میری اُمت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔
3. «وَلَمْ يَكُنِ اللَّهُ بِالَّذِي يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ، وَسَأَلْتُ اللَّهَ أَنْ لَا يَجْمَعَ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ فَأَعْطَانِيهِ» اور اللہ ایسا نہیں کہ وہ میری اُمت کو گمراہی پر جمع کردے، اور میں نے اللہ سے دعا کی کہ وہ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہ کرے، پس اُس نے مجھے یہ عطا فرمایا۔
4. اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا«مَا رَآهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ »[1] جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔
5. اور فرمایا :أَلَا مَنْ سَرَّهُ بَحْبَحَةُ الْجَنَّةِ فَلْيَلْزَمِ الْجَمَاعَةَ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ، وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ» سنو! جسے جنت کی کشادگی خوش کرے وہ جماعت کو لازم پکڑے، کیونکہ شیطان تنہا رہنے والے کے ساتھ ہوتا ہے، اور وہ دو افراد سے زیادہ دور ہوتا ہے۔
6. اور فرمایا:« يَدُ اللَّهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ» اللہ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔
7. اور فرمایا:« عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ» تم پر لازم ہے کہ بڑی جماعت کے ساتھ رہو۔
8. اور فرمایا:« لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ، لَا يَضُرُّهُمْ خِلَافُ مَنْ خَالَفَهُمْ، وَمَنْ خَرَجَ عَنِ الْجَمَاعَةِ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ، وَمَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَمَاتَ فَمِيتَتُهُ جَاهِلِيَّةٌ، عَلَيْكُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ »[2]

میری اُمت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر ظاہر رہے گا، اُن کی مخالفت کرنے والوں کی مخالفت اُنہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔ اور جو شخص جماعت سے بالشت بھر بھی الگ ہوا اُس نے اپنے گلے سے اسلام کا پٹا اُتار پھینکا۔ اور جو جماعت سے الگ ہو کر مر گیا تو اُس کی موت جاہلیت کی موت ہے۔ تم پر لازم ہے کہ بڑی جماعت کے ساتھ رہو۔

پس یہ تمام احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا مقصد اس اُمت کی تعظیم اور اس کو خطا سے محفوظ رکھنے کو واضح کرنا ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ اس اُمت کو خطا اور گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ لہٰذا جس بات پر یہ سب متفق ہو جائیں وہ شرعی حجت ہے، جسے ماننا اور اس کے احکام پر عمل کرنا تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ چنانچہ اجماع اسلامی تشریع کے بنیادی مصادر میں سے ایک ہے۔[3]

اجماع کی حجیّت پر عقلی دلائل:

یقیناً اُمت کے اہلِ حل وعقد اور مجتہدین کی ایک بڑی جماعت ہے، اور جب وہ کسی مسئلے کے حکم پر یک زبان ہو کر فیصلہ صادر کرے اور اسے قطعی طور پر لازم پکڑ لے، تو یہ بات عقل وفطرت دونوں کے خلاف ہے کہ وہ فیصلہ کسی قوی اور یقینی دلیل کے بغیر قائم ہو۔ بلکہ اگر ایسا ہوتا تو لازمی تھا کہ ان میں سے کوئی نہ کوئی اس خطا کی نشاندہی کرتا۔ پس جب تمام مجتہدین، باوجود اختلافِ رائے اور تنوعِ بیئات کے، اور باوجود ان تمام اسباب کے جو اختلاف کو جنم دے سکتے تھے، پھر بھی ایک حکم پر مجتمع ہو گئے، تو یہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ایک ہی حق اور ایک ہی صواب نے ان سب کو جمع کر دیا "فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ"۔[4]

اجماع کی شرائط:

اجماع کے لیے متعدد شرائط ذکر کی گئی ہیں؛ ان میں سے بعض پر اہلِ علم کا اتفاق ہے جبکہ بعض میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اہم ترین شرائط درج ذیل ہیں:

---

1 مسند أحمد (1/ 379)، وانظر: مجمع الزوائد 1/ 178۔

2 دیکھئے ان احادیث کی تحقیق کو شیخ أحمد شاکر کے رسالے میں: ص474، وکشف الخفا: 2ص488، المستدرک: 4/ 506، 507، جامع الترمذي: 4/ 416، السنة، لابن أبي عاصم: ص39 - 40.

3 الغزالی، المستصفی، 1ص175۔ ومنہاج الوصول: ص73۔

4 الآمدي، سيف الدين، أبو الحسن، علي بن محمد، الإحكام في أصول الأحكام، مؤسسة النور بالرياض، سنة 1387ھ: 1ص202

"بزدوی نے عقلی استدلال سے اس کی تائید کی کہ جب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا، مگر حوادث ومسائل کی کثرت باقی رہی، اور اس کے ساتھ ساتھ شریعت کے ثبات اور اس کی حفاظت کا وعدہ بھی موجود ہے، تو عقل کا تقاضا یہ ہے کہ امت کا اجماع ہی حجت قرار پائے۔" (کشف الأسرار، ج: 3ص: 976).

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

1 اجماع کسی ایسے نص کے معارض نہ ہو جو قرآنِ کریم یا سنتِ نبویہ میں وارد ہوا ہو، اور نہ ہی کسی سابقہ اجماع کے مخالف ہو؛ کیونکہ نص شریعت میں اولین درجہ رکھتا ہے اور اجماع دوسرے مرتبہ پر۔ نیز سابقہ اجماع قطعی ہوتا ہے، لہٰذا اس کے خلاف نیا اجماع منعقد نہیں ہو سکتا۔ مزید یہ کہ اجماع کے لیے ضروری ہے کہ وہ کتاب اللہ یا سنتِ رسول اللہ ﷺ جیسے کسی شرعی اصل پر مبنی ہو۔[1]

2 اجماع کسی نہ کسی شرعی دلیل پر قائم ہو، خواہ وہ دلیل ہم تک صراحت کے ساتھ نہ پہنچی ہو؛ کیونکہ مجتہد اپنے اجتہاد میں شریعت کے دائرے سے مقید ہوتا ہے۔ امام ابن حزمؒ نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اجماع بہر صورت کسی نص پر مبنی ہونا چاہیے، بغیر نص کے اجماع معتبر نہیں۔[2]

3 اجماع کے انعقاد کے لیے ایک ہی دور میں ایسے مجتہدین موجود ہوں جن کی کثرت اور عدالت اس امر کی ضمانت دیتی ہو کہ وہ جھوٹ پر متفق نہیں ہو سکتے۔

4 اجماع تمام مجتہدین کی متفقہ رائے سے وجود میں آئے۔

5 جمہور اہلِ علم کے نزدیک اجماع صرف کسی شرعی امر پر منعقد ہو سکتا ہے، البتہ بعض اہلِ علم کے نزدیک اجماع ہر معاملہ پر صحیح ہے۔

6 اجماع کے انعقاد کے بعد اس دور کا انقراض ہو جائے اور تمام مجتہدین وفات پا جائیں، تاکہ یہ اندیشہ باقی نہ رہے کہ کوئی مجتہد اپنی سابقہ رائے سے رجوع کر لے۔ تاہم یہ شرط اہلِ علم کے درمیان محلِ اختلاف ہے۔[3]

7 امام ابو حنیفہ α کے نزدیک ایک شرط یہ بھی ہے کہ جس مسئلہ میں اجماع کیا جا رہا ہو، اس میں اس سے پہلے کوئی اختلاف واقع نہ ہوا ہو، ورنہ اجماع معتبر نہ ہوگا۔

اجماع کا حکم، مرتبہ اور اقسام:

۱ جمہور مسلمین کا اس بات پر کامل اتفاق ہے کہ اجماع ایک شرعی حجت ہے، جس پر عمل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اس کی حیثیت احکام کے اثبات میں قطعی و حتمی ہے، اور اس کے خلاف جانا یا اسے منسوخ قرار دینا کسی کے لیے جائز نہیں۔

۲ اجماع کا درجہ قرآنِ کریم اور سنتِ نبویہ کے بعد تیسرا مصدرِ تشریع ہے، جیسا کہ امام شافعی α نے وضاحت کی ہے۔[4]

۳ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اجماع کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مَنْ سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَنْظُرْ فِي كِتَابِ اللَّهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فِي كِتَابِ اللَّهِ فَلْيَنْظُرْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَلْيَنْظُرْ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ، فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فَلْيَجْتَهِدْ رَأْيَهُ[5].

"جب کسی سے کسی مسئلہ کے بارے میں سوال کیا جائے تو سب سے پہلے وہ اللہ کی کتاب میں دیکھے، اگر وہاں نہ پائے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت میں تلاش کرے، اگر وہاں بھی نہ ملے تو یہ دیکھے کہ مسلمانوں کا کس بات پر اجماع ہے، اور اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر اپنے اجتہاد سے رائے قائم کرے۔"

۴ اجماع سکوتی (یعنی کسی قول یا فعل پر اکابر کا سکوت اختیار کرنا) کے بارے میں علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے:

اکثر احناف، امام مالک اور امام احمد H کے نزدیک یہ بھی صریح اجماع کی طرح قطعی حجت ہے، کیونکہ قرآن و سنت کے عموم دلائل میں صریح اور سکوتی اجماع میں کوئی تفریق نہیں کی گئی۔

جبکہ امام کرخی (احناف میں سے) اور امام آمدی (شوافع میں سے) کے نزدیک یہ صرف ظنی حجت ہے؛ کیونکہ سکوت کبھی موافقت پر دلالت کرتا ہے اور کبھی دیگر اسباب پر، لہٰذا یہ دلیل ظنی ہے۔ اس بنا پر اس میں اجتہاد اور مخالفت کی گنجائش باقی رہتی ہے۔[6]

امام شافعی اور ان کے اکثر اصحاب اور اہلِ ظاہر کا کہنا ہے کہ: اجماع بذاتِ خود حجت نہیں ہے۔[7]

---

1 الشافعي، محمد بن ادريس، الرسالة، مصطفى البابي الحلبي، مصر: ص599.

2 ابن حزم، أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد الإحكام، الإحكام في أصول الأحكام، دار الآفاق الجديدة، بيروت: 4 / 495، وإرشاد الفحول: ص79۔

3 دیکھیں علماء کی آراء اور ان کے دلائل۔ (شرح الکوکب المنیر: 2 ص246 ومابعدھا).

4 الشافعي، الرسالة، ص599.

5 العجلوني، أبو الفداء، إسماعيل بن محمد بن عبد الهادي، كشف الخفا، المكتبة العصرية: 2 / 488، المستصفى، الغزالي: 2 ص244، أصول السرخسي: 1 ص295.

6 الغزالی، المستصفی، 1 ص189، أصول الفقه، أبو النور: ج3 ص208۔

7 الشافعي،، الرسالة، ص599.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اور اجماع کی بعض فرعی اقسام بھی ہیں جن پر اختلاف ہے؛ جن میں اہم ترین درج ذیل ہیں:

ا۔ اجماعِ اہلِ مدینہ المنوّرۃ :امام مالک فرماتے ہیں کہ یہ ایک تشریعی حجت شمار کیا جانا چاہیے، جو جمہورِ علمائے کرام کے خلاف[1] موقف ہے، جیسا کہ ہم اسے "عملِ اہلِ مدینہ" کے تحت مفصل کریں گے۔

ب۔ اجماعِ اکثریت :جب اکثریت کسی مسئلے پر متفق ہو مگر اقلیت اُس کی مخالفت کرے تو جمہور کے نزدیک ایسا اجماع حجت نہیں بنتا۔ البتہ ایک جماعتِ علماء—جیسے الطبری، الجوہری التمیمی، الرازی الحنفی، ابنِ حمدان، الغزالی، الجوینی اور السرخسی—نے کہا ہے کہ یہ (بھی) حجت ہے، اور یہ ان کا موقف جمہور کے برعکس ہے۔[2]

ج۔ اہلِ ظاہرہ کا موقف :اہلِ ظاہر نے اجماع کو صرف صحابہ کرام تک محصور قرار دیا ہے؛ ان کے نزدیک صحابہ کے بعد اجماع کا کوئی اعتبار نہیں۔[3]

د۔ دیگر مخصوص اقسامِ اجماع :بعض نے اجماعِ عترت، اجماعِ خلفائے راشدین اور اجماعِ شیخین (حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما) کو بھی مختلف حیثیات کے ساتھ ذکر کیا ہے۔[4]

تفسیر احسن البیان میں اجماع سے استدلال کا جائزہ:

حافظ صاحب نے اپنی تفسیر احسن البیان میں کئی مسائل پر اہل علم کے اجماع کو نقل فرمایا ہے، چند امثلہ درج ذیل ہیں:

1 سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۷۳ کے تحت رقم طراز ہیں:

((إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ ٱلْمَيْتَةَ وَٱلدَّمَ وَلَحْمَ ٱلْخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ بِهِۦ لِغَيْرِ ٱللَّهِ ۖ فَمَنِ ٱضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَآ إِثْمَ عَلَيْهِ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ)) [5]

تفسیر عزیزی میں بحوالہ تفسیر نیشاپوری ہے:" أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ لَوْ أَنَّ مُسْلِمًا ذَبَحَ ذَبِيحَةً، يُرِيدُ بِذَبْحِهَا التَّقَرُّبَ إِلَى غَيْرِ اللهِ، صَارَ مُرْتَدًّا وَذَبِيحَتُهُ ذَبِيحَةُ مُرْتَدٍّ۔"[6] علما کا اس بات پر اجماع ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور غیر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ذبح کیا تو وہ مرتد ہو جائے گا اور اس کا ذبیحہ ایک مرتد کا ذبیحہ ہو گا۔"

آیت کی تفسیر میں اجماع کو واضح کیا ہے ۔

2 سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۱ کے تحت رقم طراز ہیں:

((إِنَّ ٱلَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَٰلَ ٱلْيَتَٰمَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا يُوصِيكُمُ ٱللَّهُ فِيٓ أَوْلَٰدِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ ٱلْأُنثَيَيْنِ ۚ فَإِن كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ ٱثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۖ وَإِن كَانَتْ وَٰحِدَةً فَلَهَا ٱلنِّصْفُ ۚ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَٰحِدٍ مِّنْهُمَا ٱلسُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُۥ وَلَدٌ ۚ فَإِن لَّمْ يَكُن لَّهُۥ وَلَدٌ وَوَرِثَهُۥٓ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ ٱلثُّلُثُ ۚ فَإِن كَانَ لَهُۥٓ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ ٱلسُّدُسُ ۚ مِنۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِى بِهَآ أَوْ دَيْنٍ ۗ ءَابَآؤُكُمْ وَأَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۚ فَرِيضَةً مِّنَ ٱللَّهِ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا)) [7]

اس آیت کریمہ کی تفسیر کے نمبر:۴ کے تحت حافظ صاحب نے لکھا ہے:

یہ دوسری صورت ہے کہ مرنے والے کی اولاد نہیں ہے (یاد رہے کہ پوتا پوتی بھی اولاد میں اجماعاً شامل ہیں) اس صورت میں ماں کے لیے تیسرا حصہ اور باقی دو حصے (جو ماں کے حصے میں دو گنا ہیں) باپ کو بطور عصبہ ملیں گے اور اگر ماں باپ کے ساتھ مرنے والے مرد کی بیوی یا مرنے والی عورت کا شوہر بھی زندہ ہے تو راجح قول کے

---

1 الغزالی، المستصفی، ج1 ص187۔

2 الغزالی، المستصفی، ج1 ص186۔

3 ابن حزم، الإحكام، 4 ص508، أصول السرخسي: 1 ص313.

4 أمير بادشاه، محمد أمين، تيسير التحرير على كتاب التحرير في أصول الفقه، مصطفى البابي الحلبي - مصر، 1932م: 3 ص242۔
حسن العطار، حسن بن محمد بن محمود العطار الشافعي، حاشية العطار على شرح الجلال المحلي على جمع الجوامع ، دار الكتب العلمية: 2 ص213۔

5 البقرۃ:173۔

6 تفسیر عزیزی ص611 بحوالہ اشرف الحواشی

7 النساء:11۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

مطابق بیوی یا شوہر کا حصہ (جس کی تفصیل آ رہی ہے) نکال کر باقی ماندہ مال میں سے ماں کے لیے ثلث (تیسرا حصہ) اور باقی باپ کے لیے ہو گا۔

یہاں حافظ صاحب نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اجماع کو واضح کیا ہے۔

3 ((وَلَكُمۡ نِصۡفُ مَا تَرَكَ أَزۡوَٰجُكُمۡ إِن لَّمۡ يَكُن لَّهُنَّ وَلَدٞۚ فَإِن كَانَ لَهُنَّ وَلَدٞ فَلَكُمُ ٱلرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡنَۚ مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصِينَ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٖۚ وَلَهُنَّ ٱلرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ إِن لَّمۡ يَكُن لَّكُمۡ وَلَدٞۚ فَإِن كَانَ لَكُمۡ وَلَدٞ فَلَهُنَّ ٱلثُّمُنُ مِمَّا تَرَكۡتُمۚ مِّنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ تُوصُونَ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٖۗ وَإِن كَانَ رَجُلٞ يُورَثُ كَلَٰلَةً أَوِ ٱمۡرَأَةٞ وَلَهُۥٓ أَخٌ أَوۡ أُخۡتٞ فَلِكُلِّ وَٰحِدٖ مِّنۡهُمَا ٱلسُّدُسُۚ فَإِن كَانُوٓاْ أَكۡثَرَ مِن ذَٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ فِي ٱلثُّلُثِۚ مِنۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٖ يُوصَىٰ بِهَآ أَوۡ دَيۡنٍ غَيۡرَ مُضَآرّٖۚ وَصِيَّةٗ مِّنَ ٱللَّهِۗ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٞ 12))

تمہاری بیویاں جو چھوڑ مریں اور ان کی اولاد نہ ہو تو آدھو آدھ تمہارا اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے چھوڑے ہوئے مال میں سے تمہارے لیے چوتھائی حصہ ہے۔اس کی وصیت کی ادائیگی کے بعد جو وہ کر گئیں ہوں یا قرض کے بعد۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اولاد کی عدم موجودگی میں بیٹے کی اولاد یعنی پوتے بھی اولاد کے حکم میں ہیں،اس پر امت کے علما کا اجماع ہے (فتح القدیر وابن کثیر) اسی طرح مرنے والے شوہر کی اولاد خواہ اس کی وراث ہونے والی موجودہ بیوی ہو یا کسی اور بیوی سے۔اس طرح مرنے والی عورت کی اولاد اس کی وارث ہونے والے موجودہ خاوند سے ہو یا پہلے کے کسی خاوند سے۔

لہذا آیت کی تفسیر میں اجماع کو واضح کیا ہے ۔

4 ((وَمَن يُشَاقِقِ ٱلرَّسُولَ مِنۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ ٱلۡهُدَىٰ وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيلِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ نُوَلِّهِۦ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصۡلِهِۦ جَهَنَّمَۖ وَسَآءَتۡ مَصِيرًا)) [1]

جو شخص باوجود راہ ہدایت کے واضح ہو جانے کے بھی رسول اللہ (ﷺ) کے خلاف کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے، ہم اسے ادھر ہی متوجہ کر دیں گے جدھر وہ خود متوجہ ہو اور دوزخ میں ڈال دیں گے وہ پہنچنے کی بہت ہی بری جگہ ہے۔

اس آیت کریمہ کے تحت رقم طراز ہیں:

بعض علما نے سبیل المومنین سے مراد اجماع امت لیا یعنی اجماع امت سے انحراف بھی کفر ہے۔اجماع امت کا مطلب ہے کسی مسئلے میں امت کے تمام علماء وفقہاء کا اتفاق۔یا کسی مسئلے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق یہ دونوں صورتیں اجماع امت کی ہیں اور دونوں کا انکار یا ان میں سے کسی ایک کا انکار کفر ہے۔تاہم صحابہ کرام کا اتفاق تو بہت سے مسائل میں ملتا ہے یعنی اجماع کی یہ صورت تو ملتی ہے۔لیکن اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد کسی مسئلے پر پوری امت کے اجماع واتفاق کے دعوے تو بہت سے مسائل میں کئے گئے ہیں لیکن فی الحقیقت ایسے اجماعی مسائل بہت ہی کم ہیں۔جن میں فی الواقع امت کے تمام علما وفقہا کا اتفاق ہو،تاہم ایسے جو مسائل بھی ہیں،ان کا انکار بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجماع کے انکار کی طرح، کفر ہے،اس لیے صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالی میری امت کو گمراہی پر اکھٹا نہیں کرے گا اور جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ [2]

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حافظ صاحب نے نہ صرف اجماع کی حیثیت کو واضح کیا بلکہ اجماع کی حجیّت اور صحابہ کرام کے اجماع کا انکار کفر ہے اسے بھی واضح کیا۔

5 ((لَقَدۡ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓاْ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلۡمَسِيحُ ٱبۡنُ مَرۡيَمَۖ وَقَالَ ٱلۡمَسِيحُ يَٰبَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمۡۖ إِنَّهُۥ مَن يُشۡرِكۡ بِٱللَّهِ فَقَدۡ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِ ٱلۡجَنَّةَ وَمَأۡوَىٰهُ ٱلنَّارُۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنۡ أَنصَارٖ))[3]

بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے حالانکہ خود مسیح نے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالی نے اس پر جنت حرام کر دی ہے،اس کا ٹھکانا جہنم ہی ہے اور گناہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

---

1 النساء :115۔

2 الألباني ،محمد ناصر الدین، صحیح ترمذی،رقم الحدیث:1759۔

3 المائدہ :72۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

جب قیامت کے قریب ان کا (عیسیٰؑ) آسمان سے نزول ہوگا، جس کی خبر صحیح احادیث میں دی گئی ہے اور جس پر اہل سنت کا اجماع ہے، تب بھی وہ نبی (ﷺ) کی تعلیمات کے مطابق لوگوں کو اللہ کی توحید اور اس کی اطاعت کی طرف ہی بلائیں گے، نہ کہ اپنی عبادت کی طرف۔

آیت کریمہ کی تفسیر میں اجماع کا لفظ واضح استعمال کیا ہے۔

6 ((مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ۗ وَكَانَ ٱللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا)) [1]

(لوگو) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو (خوب) جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

خَاتَمٌ مہر کو کہتے ہیں اور مہر آخری عمل ہی کو کہا جاتا ہے۔ یعنی آپ (ﷺ) پر نبوت ورسالت کا خاتمہ کر دیا گیا، آپ (ﷺ) کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا، وہ نبی نہیں کذاب ودجال ہوگا۔ احادیث میں اس مضمون کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع واتفاق ہے۔ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا نزول ہوگا، جو صحیح اور متواتر روایات سے ثابت ہے، تو وہ نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے بلکہ نبی کریم (ﷺ) کے امتی بن کر آئیں گے، اس لیے ان کا نزول عقیدہ آخرت نبوت کے منافی نہیں ہے۔

تفسیر میں دجال کے آنے پر اجماع کو واضح کیا ہے۔

7 ((هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ مِن نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوٓاْ أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُونُواْ شُيُوخًا ۚ وَمِنكُم مَّن يُتَوَفَّىٰ مِن قَبْلُ ۖ وَلِتَبْلُغُوٓاْ أَجَلًا مُّسَمًّى وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ)) [2]

"وہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پھر نطفے سے پھر خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا پھر تمہیں بچہ کی صورت میں نکالتا ہے، پھر (تمہیں بڑھاتا ہے کہ) تم اپنی پوری قوت کو پہنچ جاؤ پھر بوڑھے ہو جاؤ، تم میں سے بعض اس سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں، (وہ تمہیں چھوڑ دیتا ہے) تاکہ تم مدت معین تک پہنچ جاؤ، اور تاکہ تم سوچ سمجھ لو۔"

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

یعنی تمہارے باپ آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے بنایا جو ان کی تمام اولاد کے مٹی سے پیدا ہونے کو مستلزم ہے۔ پھر اس کے بعد نسل انسانی کے تسلسل اور اس کی بقا وتحفظ کے لیے انسانی تخلیق کو نطفے سے وابستہ کر دیا۔ اب ہر انسان اس نطفے سے پیدا ہوتا ہے۔ جو صلب پدر سے رحم مادر میں جا کر قرار پکڑتا ہے۔ سوائے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے، کہ ان کی پیدائش معجزانہ طور پر بغیر باپ کے ہوئی۔ جیسا کہ قرآن کریم کی بیان کردہ تفصیلات سے واضح ہے اور جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔

آیت کریمہ کی تفسیر میں اجماع کو واضح لفظوں میں بیان کیا۔

8 ((يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا جَآءَكُمُ ٱلْمُؤْمِنَٰتُ مُهَٰجِرَٰتٍ فَٱمْتَحِنُوهُنَّ ۖ ٱللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَٰنِهِنَّ ۖ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى ٱلْكُفَّارِ ۖ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۖ وَءَاتُوهُم مَّآ أَنفَقُواْ ۚ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَن تَنكِحُوهُنَّ إِذَآ ءَاتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَلَا تُمْسِكُواْ بِعِصَمِ ٱلْكَوَافِرِ وَسْـَٔلُواْ مَآ أَنفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُواْ مَآ أَنفَقُواْ ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ ٱللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۖ وَٱللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)) [3]

"اے ایمان والو! جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو تم ان کا امتحان لو دراصل ان کے ایمان کو بخوبی جاننے والا تو اللہ ہی ہے لیکن اگر وہ تمہیں ایماندار معلوم ہو تو اب تم انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو، یہ ان کے لیے حلال نہیں اور نہ وہ ان کے لیے حلال ہیں اور جو خرچ ان کافروں کا ہوا ہو وہ انہیں ادا کر دو ان عورتوں کو ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں اور کافر عورتوں کے ناموس اپنے قبضے میں نہ رکھو اور جو کچھ تم نے خرچ کیا ہو وہ بھی مانگ لیں اور جو کچھ ان کافروں نے خرچ کیا ہو وہ بھی مانگ لیں یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو تمہارے درمیان کر رہا ہے اللہ تعالیٰ بڑے علم (اور) حکمت والا ہے۔"

---

1 الاحزاب:40۔

2 غافر:67۔

3 الممتحنۃ :10۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

عِصَمٌ، عِصْمَةٌ کی جمع ہے، یہاں اس سے مراد عصمت عقد نکاح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر خاوند مسلمان ہو جائے اور بیوی بدستور کافر اور مشرک رہے تو ایسی مشرک عورت کو اپنے نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے۔ اسے فوراً طلاق دے کر اپنے سے علیحدہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) نے اپنی دو مشرک بیویوں کو اور حضرت طلحہ ابن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ (ابن کثیر) البتہ اگر بیوی کتابیہ (یہودی یا عیسائی) ہو تو اسے طلاق دینا ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ ان سے نکاح جائز ہے، اس لیے اگر وہ پہلے سے ہی بیوی کی حیثیت سے تمہارے پاس موجود ہے تو قبول اسلام کے بعد اسے علیحدہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یعنی یہ حکم مذکور کہ دونوں ایک دوسرے کو حق مہر ادا کریں بلکہ مانگ کر لیں، اللہ کا حکم ہے۔ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس دور کے ساتھ ہی خاص تھا۔ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اس کی وجہ وہ معاہدہ ہے جو اس وقت فریقین کے درمیان تھا۔ اس قسم کے معاہدے کی صورت میں آئندہ بھی اس پر عمل کرنا ضروری ہو گا۔ بصورت دیگر نہیں۔

یہاں اس آیت کی تفسیر میں اجماع کو واضح لفظوں میں بیان کیا ہے ۔

9 ((وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ)[1]

یقیناً وہ (اللہ بھی) عنقریب رضامند ہو جائے گا۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حافظ صاحب رقم طراز ہیں:

یا وہ راضی ہو جائے گا، یعنی جو شخص ان صفات کا حامل ہو گا، اللہ تعالیٰ اسے جنت کی نعمتیں اور عزت و شرف عطا فرمائے گا، جس سے وہ راضی ہو جائے گا۔ اکثر مفسرین نے کہا ہے بلکہ بعض نے اجماع تک نقل کیا ہے کہ یہ آیات حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔ تاہم معنی و مفہوم کے اعتبار سے یہ عام ہیں۔ جو بھی ان صفات عالیہ سے متصف ہو گا، وہ بارگاہ الٰہی میں ان کا مصداق قرار پائے گا۔

یہاں بھی تفسیر میں اجماع کو بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ بحث:

تفسیر احسن البیان برصغیر کی معروف علمی تفسیر ہے، جس کے مصنف حافظ صلاح الدین یوسفؒ ہیں۔ یہ تفسیر قرآن کی تعبیر و تشریح میں خالص نقلی ماخذ (قرآن و سنت) پر مبنی ہے، تاہم بعض مقامات پر اجماعِ امت کو بطور ثانوی ماخذ شریعت تسلیم کرنے کا رجحان بھی نظر آتا ہے۔

مصنف کا منہج اس اعتبار سے متوازن ہے کہ وہ اجماع کو قرآن و سنت کے تابع اور ان کی شرح کے طور پر مانتے ہیں، نہ کہ ایک مستقل یا علیحدہ مصدر کے طور پر۔ **اجماع** کو وہ اس صورت میں معتبر سمجھتے ہیں جب وہ نصوصِ شرعیہ سے متصادم نہ ہو بلکہ ان کی تائید کرے۔

تفسیر کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ حافظ صلاح الدین یوسفؒ نے اجماعِ صحابہ **یا** اجماعِ سلفِ صالحین کو زیادہ اہمیت دی ہے، اور اس کے ذریعے شریعت کے ایسے مسائل کی توضیح کی ہے جن پر امت کا اتفاق رہا ہے، مثلاً:

- عقیدۂ توحید اور شرک کی حرمت۔
- رسالت کی خاتمیت۔
- شریعت کی کلیت اور جامعیت۔
- اور بعض فقہی احکام جن پر سلف کا اجماع منقول ہے۔

مصنف نے کسی بھی مقام پر اجماع کو نص کے مقابل نہیں رکھا، بلکہ اس سے **تائیدی استدلال** لیا ہے۔ یہی طرزِ عمل علمائے سلف کے منہج کی نمائندگی کرتا ہے، جہاں اجماع کو قرآن و سنت کی تفہیم کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے، نہ کہ ان سے ماورا کوئی دلیل۔

یوں کہا جا سکتا ہے کہ احسن البیان میں اجماع کا استعمال محتاط، محدود اور اصولی ہے، جو علمائے سلف کے تعبیرِ دین کے عین مطابق ہے۔

---

1 اللیل:21۔

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سفارشات:

1. احسن البیان میں اجماع کے استعمال کا تقابل دیگر تفاسیر (مثلاً تفسیر ابن کثیر، قرطبیؒ، طبری) سے کیا جائے تاکہ اس کے منہج کی خصوصیات واضح ہوں۔
2. مصنف کے ہاں اجماع کا مفہوم "اجماعِ سلف" کے معنی میں ہے؛ محققین کو چاہیے کہ اس تصور کی مزید علمی وضاحت کریں تاکہ جدید تعبیرات سے فرق نمایاں ہو۔
3. تفسیر کے اندر اجماع کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت کے باہمی تعلق پر بھی مزید تحقیق کی جائے تاکہ اس کے مکمل منہجِ استدلال کو واضح طور پر پیش کیا جا سکے۔
4. تفسیر احسن البیان کو بطور سلفی منہجِ تفسیر کی مثال دینی جامعات اور اسلامیات کے نصاب میں شامل کیا جانا چاہیے تاکہ طلبہ کو نصوصی استدلال کا عملی نمونہ حاصل ہو۔
5. اجماع کے اصول کو موجودہ علمی و فقہی مباحث میں از سرِ نو سمجھنے کے لیے احسن البیان کے منہج سے رہنمائی لی جائے، تاکہ جدید مسائل میں امت کا فکری اتحاد مضبوط ہو۔